اور اس کے اجتماعی صرف کا نظام قیامت تک کے لیے منسوخ ہو گیا۔ لیکن ان کے اس فیصلہ کا تعلق ان کے اپنے عہد اور بعد کے اس دور تک سے ہے جس میں جماعت کی رائے میں اس نظم کا دوبارہ قیام مشکل تھا۔ بہر حال نظام جماعت کا کوئی ایسا جزء جس کا شریعت تقاضا کرتی ہو، عارضی ضرورتوں اور مصلحتوں کی بنا پر عارضی طور پر معطل تو ہو سکتا ہے لیکن کسی کے منسوخ کرنے سے دائمی طور پر منسوخ نہیں ہو سکتا۔

خدا کی صفتِ خلق کی حقیقت

سوال:۔ ہم کو مذہب اسلام کے بارے میں ایک شبہ ہے، اسے رفع فرما دیں تو بہت سے غیر مسلموں کے لیے مفید ہو گا۔ قرآن میں ہے کہ خدا جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ "کن" یعنی "ہو جا" تو وہ صرف اس کن کے حکم سے ہو جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ خدا کا محض حکم کیونکر دنیا کو بنا سکتا ہے! آخر یہ حکم کسے دیا گیا؟ کون ہو گیا؟ ہمیں اس پر تعجب ہے کہ مسلمان خدا کے سوا کسی اور شے کو قدیم نہیں مانتے، اور کہتے ہیں کہ یونہی خدا نے دنیا پیدا کر لی۔ ہم لوگ تو مادہ، جیو، پرماتما تین چیزوں کو قدیم مانتے ہیں، اور پرماتما نے اسی مادہ اور جیو سے دنیا بنائی ہے۔

جواب:۔ خدا کی ہستی کے بارے میں کوئی بات سوچتے وقت یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ خدا بھی کوئی انسان کی طرح کی ہستی ہے کہ اسے جب کوئی چیز بنانی ہو تو وہ مسالے کا محتاج ہو، اور اوزاروں کا ضرورت مند ہو اور ہاتھ پاؤں سے کام لینے پر مجبور ہو۔ خدا کے متعلق جتنی غلط باتیں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں وہ صرف اس وجہ سے ہیں کہ عام طور پر خدا کو آدمی کی طرح سمجھا جاتا ہے، حالانکہ آدمی محتاج ہے اور خدا محتاج نہیں۔ خدا تو خدا اسی وجہ سے ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ کوئی شے بنانے کے لیے اس بات کی حاجت نہیں رکھتا کہ کچھ ضروری مسالہ اسے کہیں سے پڑا ہوا مل جائے یا کوئی دوسرا اس کو کہیں سے ضروری سامان لا دے اور پھر وہ اس کی شکلیں بدلتا رہے۔ مثلاً مٹی کو وہ خود پیدا نہ کر سکے بلکہ کہیں سے مٹی مل جائے تو اس کی زمین بنا دے، پتھر وہ پیدا نہ کر سکے، مگر پتھر کہیں سے مل جائیں تو انھیں

جمع کر کے پہاڑ بنا دے۔ لکڑی خود نہ بنا سکے مگر لکڑی کو ہاتھ لگ جائے تو اس کی میز کرسیاں کاٹ لے لوہا پیدا نہ کر سکے مگر کوئی اسے لا دے تو وہ اسے ڈھال کر تن کی تلواریں، برتن اور کلیں بنا سکے؛ یہ حالت تو آدمی کی ہے کہ وہ سامان خود نہیں بنا سکتا مگر سامان مل جائے تو اس کی مختلف ضروری چیزیں بنا لیتا ہے۔ خدا اور آدمی کے پیدا کرنے میں فرق یہی ہے کہ خدا سامان بھی آپ بنا سکتا ہے اور اس کی شکلیں بھی خود بدل لیتا ہے۔ مگر آدمی ایک حد تک سامان کی شکلیں تو بدل لیتا ہے لیکن سامان خود نہیں بنا سکتا۔

دوسری بات کہ "کن" کس طرح کہا گیا اور کس سے کہا گیا؟ اس کے جواب میں بھی پھر وہی بات عرض کرنا پڑے گی کہ خدا کا "کن" کہنا آدمی کے کہنے کی طرح نہیں ہوتا بلکہ دراصل یہ بھی ایک حقیقت کو انسانوں کے سمجھانے کے لیے اس طریقہ سے بیان کیا ہے کہ انھیں بات سادہ طریق سے سمجھ میں آ سکے اور وہ حقیقت صرف یہ ہے کہ خدا جب چاہتا ہے کہ کسی شے کو پیدا کرے یا بنائے تو اسے سامان کی اور اوزاروں کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ اس کا ارادہ کر لینا ہی اس کے لیے کافی ہے۔ وہ جب چاہتا ہے جھٹ سے کسی شے کو نہ ہونے کی حالت سے نکال کر ہونے کی حالت میں لے آئے، اور جب چاہے ہونے کی حالت سے پھر نہ ہونے کی حالت میں لوٹا دے۔

یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں ایسے صاف ستھرے انتظام سے قائم ہے اور اس کی ہر چیز ایسے پکے قانونوں پر چل رہی ہے کہ اسے دیکھ کر آدمی کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسے کس ہستی نے بنایا اور کون اسے باقاعدگی سے چلا رہا ہے، کس کے حکم سے پانی اور ہوا اور بادل اور زمین اور چاند اور تارے مل جل کر کام کر رہے ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ ٹھیک طریقے کو چھوڑ کر کسی قسم کی گڑبڑ مچائے۔ ہر چیز نپی تلی ہے، حساب کے ساتھ بنی ہوئی ہے، قاعدہ اور ڈھنگ سے بڑھتی اور گھٹتی ہے ۔۔۔ آخر یہ کس کی بادشاہی اور کس کا انتظام ہے؟ اس کے بہت سے غلط سلط جواب لوگوں نے سوچے ہیں مگر اسلام اس کا جو جواب دیتا ہے یہ دنیا بھی اسی جواب کی گواہی دیتی ہے۔ یعنی یہ کہ اس دنیا کو بنانے والا کوئی ایسا ہے جو ذرے سے لے کر سورج تک ہر شے پر پورا قابو رکھتا ہے، ہر شے کا علم رکھتا ہے، ہر شے کے قانون قاعدے بنانے والا ہے ۔۔۔ اور یہ اس وجہ سے کہ وہی سب کا پیدا کرنے والا ہے۔

لیکن یہ کہنا کہ مادہ خود بن گیا اور جتنی ضرورت تھی اتنا ہی بنا اور جن جن کاموں کے لیے آگے چل کر اس کی ضرورت پیش آئی تھی ٹھیک ٹھیک انھیں کے لیے بنا اور اسی طرح روحیں بھی ایک خاص حساب سے بن گئیں اور جیسے جسم ان کو آگے چل کر ملنے والے تھے انھیں کے مطابق ان میں مختلف طاقتیں بھی خود بخود رکھ دی گئیں اور انتظام کے ساتھ بھر گئیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ بیچ میں آ کے خدا کی ضرورت کیا پیش آتی ہے۔ جیسے اور باتیں خود ہو گئیں روحوں کا اور مادے کا جوڑ بھی خود ہی لگ جانا چاہیے تھا۔ اس طرح کی سوچ سوچنے والے لوگ آخر کار خدا کا انکار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ آخر تین ازلی وجود ماننا زیادہ عقلی بات ہے یا ایک ہستی کو قائم و دائم ماننا زیادہ دانائی کی بات ہے؟ سیدھی بات یہ ہے کہ خدا کو ماننا ہو اور درحقیقت ایک سمجھدار آدمی اسے ماننے پر فطرۃً مجبور ہے تو اسے پورے اختیار والا، طاقت والا اور بنانے مٹانے والا خدا مانا جائے لیکن ایک محتاج اور بے بس ہستی کو جو ایک تنکا بھی خود پیدا نہ کر سکے، خدا ماننے سے حاصل کیا ہے؟ ایسے خدا کو ماننے سے تو وہ سوال حل نہیں ہوتا جو ہر انسان کے دل کا پہلا سوال ہے:

آخر میں یہ بات مخلصانہ مشورہ کے طور پر عرض کر دوں کہ اگر آپ فی الحقیقت سچائی کی تلاش کا جذبہ رکھتے ہیں اور اپنی زندگی کو سچ کی بنیاد پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی دین یا مذہب یا فلسفے کو پوری طرح دیکھنے کے بجائے آپ بیچ میں سے اس کا کوئی ٹکڑا نکال لیں اور اس پر سوچنے لگیں۔ اسلام کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا چاہیں تو اسلام کو ایک ڈھنگ سے پہلے جانیں اور پھر سوچیں۔ اس معاملہ میں آپ کی امداد کے لیے ہم آپ کو اپنے ہاں کے لٹریچر میں سے "سلامتی کا راستہ"، "دین حق"، "اسلام اور جاہلیت"، اور "رسالہ دینیات" پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

عصمت کی حفاظت کے لیے خودکشی

سوال: ہمارے جو بنیں ہنگامہ کے دردناک واقعات معلوم کر کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یوں تو ہر ستم جو توڑا جا رہا ہے قیامت سے کم نہیں مگر خصوصیت سے مسلمان عورتوں کی آبرو اور عصمت پر جو حملے کیے جاتے ہیں وہ کسی بھی درجہ میں قابل برداشت نہیں ہیں مسلمان